

Qasdu-s-sabil

قصد السبيل

Tharavī

حکیم الامتہ

حضرت مولانا شاہ اشرف علی صاحب تانوی

مکتبہ اشرفیہ دہلی

ناشر

سب اس کتاب گھر عقب مسجد قاضی دیوبند (یو پی)

(مطوعہ پنجاب پبلسنگ ہاؤس دہلی)

۱۲
۶

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد لله الذی جعل کل داء دواءً۔ و وضع لکل مرض و عرض شفاء
و دفع عن عباده برحمته عتاء و بلاء۔ و رفع عنهم بلطفه غلاء و وباء۔
و الصلوة و السلاة علی رسولہ و نبیہ محمد الہادی الی معالجتہ الافاق
و العاهات۔ و علی آلہ و صحبہ المتزکین المتزکین عن القاذورات و السيئات
اما الیعد کی سال گذر گئے کہ ہندوستان میں بلائے قحط و وبائے طاعون مسلط
ہے جس سے اکثر لوگ بوجہ فوت ہونے مقاصد دینیوی و دینی کے پریشان
ہیں۔ اور اپنے فہم اور علم کے موافق اس کے اسباب اور ان اسباب کے
رفع کی تدبیریں بھی سوچتی ہیں جن میں سے بعض ناکامی اور بعض میں اور الٹی
زیادہ پریشانی پیش آتی ہے اور وجہ اس کی صرف یہ ہے کہ ان اہل الرائے
نے تشخیص اسباب ہی میں غلطی کی ہے جس سے بطریق بناء الفاسد
تدبیر میں بھی غلطی ہوئی اور سبب غلطی تشخیص کا یہ ہوا۔ کہ اکثر عقلاء نے
اسباب کو ان ہی اسباب طبعیہ میں منحصر سمجھ رکھا ہے اور حوادث کو
ان ہی اسباب کے ساتھ منوط و مربوط قرار دیا ہے۔ اور یہی اول
غلطی ہے ہر چند کہ اسباب طبعیہ کی تاثیر سے جو کہ عقلاً و نقلاً ثابت و
صحیح ہے انکار نہیں کیا جاسکتا مگر ان کو طبعاً و ضرورتاً موثر سمجھنا یا
اسباب کو ان میں منحصر سمجھنا محض غلط ہے۔ دلائل قطعیت سے

ثابت ہو چکے۔ کہ ان اسباب سے احیانا سبب کو تخلف بھی ہو جاتا ہے۔ اور کبھی دوسرے اسباب پر سبب کا ترتب ہوتا ہے پس اسباب کی دو قسم ہیں۔ اسباب ظاہری اور اسباب باطنی قسم اول کی تحقیق مشاہدہ و عقل سے ہوتی ہے۔ اور قسم ثانی پر مطلع ہونے کے لئے صاحب وحی کے اخبار کی ضرورت ہے جو شخص انبیاء علیہم السلام پر ایمان رکھتا ہے اس پر فرض ہے کہ مثل قسم اول اسباب کے قسم ثانی کی بھی تصدیق کرے۔ اور آیات و احادیث کو تتبع کر کے اپنے مصائب و غموم کے معالجہ میں باطنی تدبیر سے بھی مدد لیا کرے بلکہ اگر اپنی مصائب و حوادث کے اسباب طبعیہ بھی سمجھ میں آجائیں تب بھی تدبیر باطنی سے غافل و مستغنی نہ ہو کیونکہ جس طرح یہ حوادث بلا واسطہ اسباب باطنی سے پیدا ہوتے ہیں۔ اکثر اوقات ایسا بھی ہوتا ہے۔ کہ ان حوادث کے اسباب تو طبعی ہوتے ہیں۔ مگر ان اسباب کے اسباب باطنی ہوتے ہیں۔ مثلاً قارون کا زمین میں دھس جانا اس کا کوئی طبعی سبب نہ تھا محض باطنی سبب تھا یعنی ایذا رسالی حضرت موسیٰ علیہ السلام و علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اور قوم نوح کا غرق ہونا اس کا اس کا ظاہری سبب طبعی تھا۔ یعنی پانی کا بڑھ جانا اور اس پانی بڑھنے کا سبب باطنی تھا یعنی حضرت نوح علیہ السلام کی تکذیب پس ممکن ہے کہ کسی شخص کو کوئی مرض صعب کے مادہ غلطی کے فساد سے پڑا ہو۔ مگر خود یہ فساد کسی گناہ کے شامت سے ہوا ہو اس لئے جمیع حوادث میں تدبیر باطنی کی حاجت واقع ہوتی۔ چونکہ ان اسباب باطنی کی اطلاع عام لوگوں کو نہیں

ہمت قوی رکھنا کہ تقاضائے نفس یا ملامت خلق سنگ تباہ نہ ہو یہ تو مرتبہ اولیٰ کا
 کا بیان ہوا اور دوسرے مرتبہ مندوب ہے اور اکثر عرف میں آج کل اسی کو
 تصوف اور درویشی کہتے ہیں لیکن اگر دوسرے مرتبہ میں مشغول ہونے
 سے کوئی ضروری طاعت مرتبہ اولیٰ کی فوت یا حائل پذیر ہو جاوے تو پھر
 اس میں مشغول ہونا ممنوع و غیر مشروع ہو جاوے گا۔ جیسا بعض
 نادان کرتے ہیں کہ بیوی بچوں کا بھوکا ننگا چھوڑ کر درویشی کا دم بھرتے ہیں۔
 ہدایت دوم۔ صحیح ترتیب سلوک مرتبہ دوم کی یہ ہے کہ اول گناہوں سے توبہ
 خالصہ کرے اور اگر کچھ عبادات واجبہ نماز وغیرہ اس کی فوت ہوئی ہوں تو
 ان کو تفسا کرنا شروع کر دے اور اگر اس کے ذمے کچھ حقوق العباد ہوں
 تو ان کے ادا کرنے کے بند و بست میں لگ جاوے یا اہل حقوق سے معاف
 کرائے کیونکہ بدو ان اس کے کہ ان سے سبکدوشی حاصل کرنے کی کوشش
 کرے اگر عمر بھر بھی ریاضت و مجاہدہ کرے گا ہرگز مقصود حقیقی تک رسائی
 نصیب نہ ہوگی اور توبہ کے ساتھ آئندہ کے لئے بھی قوی عزم رکھے
 کہ اللہ و رسول کی اطاعت میں گو نفس کو کتنی ہی ناگواری ہو اور گو مال کا یا جان کا
 کتنا ہی بڑا ضرر ہے اور گو کوئی نفسانی دنیوی مصلحت کیسی ہی فوت ہوتی ہو
 اور گو خلق کتنی ہی ملامت کرے سب برداشت کریں گے اور اللہ و رسول
 کی اطاعت کو ہاتھ سے نہ دیں گے۔ اگر اتنی ہمت نہیں ہے تو طالب حق نہیں
 ہے کیونکہ طالب کی تو یہ شان ہوتی ہے ۵

اے دل آن بہ کہ خراب از بے گلوئی باشی بے ز رو گنج بصد حسمت قادر باشی

درہ منزل سبلی کہ خطر راست بجان شرط اول قدم آنست کہ مجنون باشی
 جب توبہ و عزم دونوں ٹھیک ہو گئے تو علم دین بقدر ضرورت حاصل کرے جیسا
 ہدایت اول میں اس کا طریقہ بیان کیا گیا پھر شیخ کامل کی تلاش میں لگے جس کی پہچان
 آگے آتی ہے ہدایت سوم شیخ کامل وہ ہے جس میں یہ علامات ہوں علی
 بقدر ضرورت علم دین رکھتا ہو علی عقائد و اعمال و اخلاق میں شرع کا پابند
 ہو علی دنیا کی حرص نہ رکھتا ہو کمال کا دعویٰ نہ کرتا ہو کہ یہ بھی شعبہ دنیا ہی
 علی کسی شیخ کامل کی صحبت میں چندے رہا ہو علی اس زمانہ کے منصف
 علماء و مشائخ اس کو اچھا سمجھتے ہوں علی بہ نسبت عوام کے خواص یعنی فہیم
 دیندار لوگ اس کی طرف زیادہ مائل ہوں علی اس سے جو لوگ بیعت پر ان
 میں اکثر کی حالت باعتبار اتباع شرع و قلت حرص دنیا کے اچھی ہو علی
 وہ شیخ تعلیم و تلقین میں اپنے مریدوں کے حال پر شفقت رکھتا ہو اور ان کی
 کوئی بڑی بات سے یاد رکھے تو ان کو روک ٹوک کرتا ہو۔ یہ نہ ہو کہ ہر ایک کو
 اس کی مرضی پر چھوڑ دے علی اس کی صحبت میں چند بار بیٹھنے سے دنیا کی صحبت
 میں کمی اور حق تعالیٰ کی محبت میں ترقی محسوس ہوتی ہو علی خود بھی وہ ذاکر
 مشاغل ہو کہ بدون عمل یا عزم عمل تعلیم میں برکت نہیں ہوتی جس شخص میں یہ
 علامات ہوں پھر یہ نہ دیکھے کہ اس سے کوئی کرامت بھی صادر ہوتی ہے یا نہیں
 یا اس کو کشف بھی ہوتا ہے یا نہیں یا یہ جو دعا کرتا ہے وہ قبول ہو جاتی ہے یا
 نہیں یا یہ مناسب تصرفات ہے یا نہیں کیونکہ یہ امور لوازم سیاحت یا ولایت
 میں سے نہیں اسی طرح یہ نہ دیکھے کہ اس کی توجہ سے لوگ مرع بسمل کی طرح

میں نہ دون قال العارف الرومی سے

ہر چہ بہر تو آید از ظلمات و غم آن ز بیباکی و گستاخی اسٹم

فصل دوم۔ خاص تحوط و دباء و طاعون کے اسباب میں ابن ماجہ میں حضرت

عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ دس آدمی جہا جرین میں سے حضور نبوی

صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر تھے۔ جن میں ایک میں تھا۔ آپ نے فرمایا کہ اے

مہاجرین پانچ باتیں ہیں اور میں تمہارے لئے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں کہ تم

ان میں پڑو۔ نہ نہیں ظاہر ہوئی بیچانی کی باتیں کسی قوم میں جتنے کہ کھلم

کھلا کرنے لگیں مگر مبتلا ہوئے طاعون میں اور ایسی بیماریوں میں کہ جو

ان کے باپ دادوں میں کبھی نہ ہوئے ہوں گے عدا اور نہیں کم کیا کسی قوم

نے ناپ اور تول کو مگر مبتلا ہوئے قحط سالی اور سخت مشقت اور ظلم حاکم پر

عدا اور نہیں بند کی کسی قوم نے زکوٰۃ اپنے مال کی۔ مگر محروم کئے گئے بارش

آسانی سے پس اگر بہائم نہ ہوتے تو بالکل بارش ہی نہ ہوا کرتی عدا اور نہیں

عہد شکنی کی کسی قوم نے۔ مگر مسلط کیا اللہ تعالیٰ نے ان کے دشمن کو غیر قوم

سے پس بجز بے لیا انہوں نے ان کے مالوں کو عدا اور نہیں ترک کیا

ان کے سرداروں نے فیصلہ کرنا موافق حکم الہی کے مگر پیدا کیا اللہ تعالیٰ

نے قتل و قتال ان کے آپس میں فقط اس حدیث سے کئی گنا ہوں کے مختلف

و بال معلوم ہوئے جس میں کثرت فحش سے طاعون و دباء و امراض عجیبہ کا

ہونا اور کم ناپنے اور تول نے زکوٰۃ نہ دینے سے قحط سالی وغیرہ کا ہونا بھی

ثابت ہوتا ہے۔ ابن ابی الدنیاء نے حضرت عمار بن یاسرؓ اور حضرت حذیفہؓ سے

روایت کیا ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بیشک جب اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے انتقام لینا چاہتے ہیں بچوں کو موت دیتے ہیں اور عورتوں کو بانجھ کر دیتے ہیں۔ پھر انتقام نازل ہوتا ہے۔ ایسی حالت میں کہ ان میں ایک بھی قابل رحمت کے نہیں رہتا۔ اس حدیث سے ظاہر ہوا کہ مطلق گناہ بچوں کی موت کا عام سبب ہے بمعجم طبرانی میں حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کم کیا کسی قوم نے ناپ او تول کو مگر روک لیا اللہ تعالیٰ نے ان سے بارش کو اور نہیں ظاہر ہوا کسی قوم میں زنا مگر ظاہر ہوئی ان میں موت یعنی دبا، اور نہیں ظاہر ہوا کسی قوم میں سود کا معاملہ مگر مسلط ہوا ان پر جنون یعنی عقل سلیم کا تباہ ہو جانا اور نہیں ظاہر ہوا کسی قوم میں قتل کہ ایک دوسرے کو قتل کرنے لگے۔ مگر مسلط کیا اللہ تعالیٰ نے ان پر ان کے دشمن کو اور نہیں ظاہر ہوا کسی قوم میں عمل قوم لوط کا مگر ظاہر ان میں خسف اور نہیں چھوڑا کسی قوم نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو مگر نہ قبول ہوئے ان کے اعمال اور نہ سنی گئی ان کی دعا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کم تو لے ناپنے سے بارش کی کمی اور زنا سے دبا واقع ہوتی ہے اور سماک بن حرب نے عبد الرحمن سے حضرت عبد اللہ بن مسعود کا ارشاد نقل کیا ہے کہ جب ظاہر ہوتا ہے سود اور زنا کسی بستی میں حکم فرماتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی ہلاکت کا اس روایت سے معلوم ہوا کہ زنا اور سود دونوں سبب ہیں ہلاکت کے اور ہلاکت کی یہی دو صورتیں ہیں۔ مال کا تلف ہونا اور جان کا تلف ہونا جو کہ قحط و دبا، میں

۷۵۔ یعنی اس کی مزایہ ہے کہ بعض اوقات اللہ تعالیٰ اپنے کرم سے اس کو ملتوی فرمادیں ۱۲ منہ

کو حقیر ضرور سمجھنے لگتا ہے اور اگر حاصل نہ ہوئیں تو غم میں مرنے لگتے لگتا ہے اور جو شخص غیر اختیاری امور کا طالب ہوگا ہمیشہ مبتلائے غم و پریشانی رہے گا بعضے یہ سمجھتے ہیں کہ پیر صاحب کے عملیات بڑے مجرب ہیں ضرورت کے وقت ان سے تعویذ گنڈے لے لیا کریں گے یا پیر صاحب بڑے مقبول اور عوام میں مقدمات وغیرہ میں ان سے دعا کرایا کریں گے اور سب کام اپنی مرضی موافق ہو جایا کریں گے گویا ساری خدائی پیر صاحب کے قبضہ میں ہے یا ہم ان سے ایسی چیز سیکھ لینگے کہ ہم بھی بابرکت ہو جاویں گے کہ ہمارے دم کر دینے سے ہاتھ پھیر دینے سے مریض اچھے ہو جاویں گے بلکہ ایسے لوگ تمام تر بزرگی کا خلاصہ ان ہی عملیات کو اور ان کے آثار کو سمجھتے ہیں چونکہ اس کو بزرگی سے کوئی تعلق نہیں اور یہ نیرت محض دنیا کی طلب ہے اس لئے بالکل فاسد درنا سہ ہے بعضے یہ سمجھتے ہیں کہ ذکر و شغل کرنے سے یہ فائدہ ہے کہ کچھ اوار نظر آیا کریں گے یا کچھ آوازیں سنائی دیں گی یہ بھی محض ہوس اور ناہمی ہے کیونکہ اول تو ذکر و شغل پر ان آثار کا مرتب ہونا ضرور نہیں اور نہ ذکر و شغل سے یہ مقصود ہے دوسرے یہ اوار و اللوان و اصوات بعض اوقات اسی کے دماغ کا اثر ہوتا ہے عالم الغیب کے اشیاء میں سے نہیں ہوتیں تیسرے اگر بالفرض اسی عالم کی چیزیں منکشف ہوئیں تو اس کو کیا فائدہ کسی عالم کے منکشف قرب نہیں بڑھ جاتا قرب کے لئے تو طاعات موضوع ہیں بعض اوقات شاطین کو ملائکہ نظر آجاتے ہیں مگر وہ شیطان کے شیطان ہی رہتے ہیں۔

پھر مرے کے بعد ظاہر ہے کہ سب کفار کو اس عالم کے بہت سے حقائق کا
 انکشاف ہو جاوے گا تو جو امر کفار میں بھی مشترک ہو اس میں کیا کمال ہوا
 چونکہ امور مذکورہ میں سے صحیح غرض کوئی نہیں اس لئے ان سب کو دل سے
 نکال کر اصلی غرض اور مقصود سلوک کا رضائے حق کو سمجھے جس کا طریق احکام شرعیہ
 کا بجالانا اور ذکر پر مداومت کرنا ہے شیخ اسی کی تعلیم و تلقین کرتا ہے اور
 مرید اس پر کاربند ہوتا ہے اگرچہ کوئی کیفیت معلوم نہ ہو اور نہ کوئی
 کمال اس کے زعم میں حاصل ہو تب بھی آخرت میں اس کا ثمرہ کہ رضائے
 حق سے ظاہر ہو گا اور رضائے حق سے دخول جنت و لقاء حق اور دوزخ سے
 نجات میسر ہوگی اور شیخ کی طرف سے اسی کی تلقین کا وعدہ اور مرید کی
 طرف سے اس کے اتباع کا عہد حقیقت ہے پیری مریدی کی اور گو یہ تعلیم
 و عمل بدون بیعت متعارف بھی ممکن ہے لیکن خاص پر بیعت کرنے میں طبقاً
 یہ نصاب ہے کہ شیخ کو توجہ زیادہ ہو جاتی ہے اور مرید کو پاس فرمانبرداری
 زیادہ ہو جاتا ہے اور وہی حکمت ہے شیخ کی تعیین اور وحدۃ میں بھی کہ اس
 سے جانبین کو خصوصیت بڑھ جاتی ہے اور باقی ہاتھ میں ہاتھ لینا یا
 کوئی کپڑا وغیرہ عورت کو پکڑا دینا جب کہ وہ پاس ہو یہ محض ایک عادت
 صالحہ مستحسنہ ہے اسی معاہدہ کے تاکد کیلئے اور معاہدہ کا جز نہیں
 اسی وجہ سے غایب کے لئے اس کی رسم نہیں اور استحسان اس
 کا سنت میں بھی وارد ہے چنانچہ مردوں کے لئے ہاتھ میں ہاتھ پکڑنا منقول
 ہے اور کپڑا وغیرہ ہاتھ میں دینا یہ اخذید کے قائم مقام ہے۔

ہو یعنی زبان سے کہنے میں بھی اندیشہ مفرت ہے تو دل سے نفرت و ناگواری
 رکھی اور یہ ایمان کا نہایت کم درجہ ہے یعنی اگر دل سے بھی ناگواری نہیں تو
 اس شخص کے ایمان کی بھی خیر نہیں ہے اور اگر اس پر کوئی شبہ کرے کہ بعض
 لوگ ایسے بھی ہیں کہ وہ معاصی سے خود بھی بچتے ہیں۔ اور دوسروں کو بھی منع
 کرتے رہتے ہیں۔ اور اگر وہ نہیں مانتے تو ان سے قطع تعلق کر دیتے ہیں۔ پھر
 ایسے لوگ کس لئے مبتلائے قحط و دبا ہوتے ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ تسلط
 بلا جس طرح عقوبت کے لئے ہوتا ہے بعض اوقات محض رفع درجات و تضا عطف
 اجر و ثواب کیلئے ہوتا ہے سو ایسے فرمانبرداروں کے لئے یہ قحط و دبا رحمت محض
 ہوتی ہے چنانچہ حضرت امام بخاریؒ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی عنہا سے روایت کیا ہے کہ
 وہ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے طاعون کی نسبت سوال کیا
 آپ نے ارشاد فرمایا کہ وہ ایک عذاب ہے کہ جس پر اللہ تعالیٰ کو منظور ہونا
 ہے بھیجتا ہے اور بیشک اللہ تعالیٰ نے اس کو اہل ایمان کے لئے رحمت بنایا
 ہے جس شخص کی بستی میں طاعون واقع ہو اور وہ وہاں ہی ٹھیرا رہے استقلال
 اور طلب ثواب کے لئے اور یہ عقیدہ رکھے کہ جو اللہ تعالیٰ نے لکھ دیا ہے وہ ہی
 واقع ہوگا ایسے شخص کو مثل اجر شہید کے ملتا ہے۔ اور ابن ابی الدنیاء نے
 روایت کیا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا زلزلہ کے بیان میں فرما رہی
 تھیں کہ اگر لوگ توبہ نہیں کرتے تو اللہ تعالیٰ ان لوگوں پر اس بستی کو منہدم
 کر دیتا ہے کسی نے پوچھا اے اُم المؤمنین کیا ان لوگوں کے لئے یہ عذاب
 ہوتا ہے۔ انہوں نے فرمایا نہیں اہل ایمان کے لئے تو موعظتہ و رحمت ہے

اور کافروں کے لئے عقوبت اور عذاب اور ناراضی حضرت انس فرماتے ہیں۔
 کہ میں نے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کوئی بات اس سے زیادہ
 خوشی کی نہیں سنی۔ اور راز اس کی رحمت ہونے میں اہل طاعت کیلئے یہ ہے۔
 کہ ہر مصیبت اپنے اثر کی وجہ سے مصیبت ہوتی ہے کہ اس سے قلب میں غم
 اور الم اور تنگی پیدا ہوتی ہے۔ اور واقعی راحت و اذیت کا دار و مدار قلب ہی
 پر ہے۔ دیکھئے اگر کسی کے پاس ظاہراً تمام اسباب عیش و فرحت جمع ہوں
 مگر اس کے دل میں کوئی حزن قوی ہو تو وہ تمام سامان گرد ہے اور اگر ظاہر میں
 خستہ و شکستہ حالت میں ہو مگر دل میں اس کے مسرت و اطمینان ہو وہ
 بادشاہ سے بڑھ کر ہے پس چونکہ یہ بندہ مقبول بوجہ علیہ حب آہی و تسلیم و رضا
 کے ہر حال میں راضی ہے اس لئے یہ ظاہری بلا بھی اس کے حق میں نعمت ہے
 بخلاف تافرانوں کے کہ ان کا قلب خود ظلمت سے پر ہے ذرا سی مصیبت سے
 ان کو سخت اضطراب اور صدمہ ہو جاتا ہے تو مصیبت ان کے حق میں ہے اور
 آیت وَمَا آصَابَكُمْ مِنْ مُصِيبَةٍ فِيمَا كَسَبْتُمْ اَنْتُمْ لَكُمْ مِنْ رَبِّكُمْ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ
 مخاطب ہیں پس معلوم ہوا کہ ایک شے کا ایک شخص کے حق میں رحمت ہونا اور
 دوسرے کے حق میں زحمت ہونا ایک ہی حالت میں ممکن ہے۔ قال لعارف الرومی

پیش قطبی خون بود آل ب نیل	آب باشد پیش سبطی جمیل
جادہ باشد بحر اسرائیلیاں	غرۃ گہ باشد ز فرعون عواں
باد بد بر مادیان گرز و تسیر	لیک بد بر ہود بر قومش ظفر
گلستاں باشد بر ابراہیم نار	لیک بر فرود باشد ز ہر مار

کرنے کے واسطے ضبط کئے دیتا ہوں اور اللہ تعالیٰ سے قومی امید کرتا
 ہوں کہ اس کے موافق عمل کرنے والا محروم نہ رہے گا پھر اگر کسی کا شیخ ہی
 کو منظور و جائز رکھے تب تو قصہ یہی ہو اور اگر اور ادا کار و اشغال کے
 متعلق کچھ اور تجویز کرے تو اس کے موافق کرنا چاہئے۔ البتہ اس میں جتنے امور
 شرعاً ضروری ہیں ان میں تغیر و تبدل کی گنجائش نہیں ہے وہ بجا رہینگے۔
 پس خلاصہ اس دستور العمل کا یہ ہے کہ طالب یا عامی ہے یا عالم اور ہر ایک ان
 میں سے یا فکر معاش حقوق عبادت سے فارغ ہے یا مشغول۔ یہ کل چار قسمیں طالب کی
 ہوئیں ایک عامی فارغ دوسرا عامی مشغول تیسرا عالم فارغ چوتھا عالم مشغول ان میں
 ہر ایک کے لئے ایک دستور عمل خاص ہے پس عامی مشغول کا خاص
 دستور العمل یہ ہے کہ وہ اول عقائد و مسائل ضروریہ سیکھے اور بہت اہتمام سے اس کا
 پابند رہے اور جو نئی بات اس کو پیش آوے علمائے پوجھے اور اگر پیر اس کا عالم
 ہے تو وہ سب سے بہتر ہے اور اگر ممکن ہو تو تہجد اخیر شب میں پڑھے ورنہ عشا کے
 بعد ہی وتر سے پہلے کچھ نفلیں بجائے تہجد کے پڑھ لے اور بعد پانچوں نمازوں کے
 یا جن نمازوں کے بعد فرصت ہو سبحان اللہ تو بار اور لا الہ الا اللہ سو بار
 اور اللہ اکبر سو بار اور سوتے وقت استغفار سو بار پڑھا کرے اور ہر وقت
 اٹھتے بیٹھتے درود شریف زبان سے جاری رکھے اس میں وضو اور کسی عدد کی
 قید نہیں لیکن ہر وقت تسبیح ہاتھ میں لئے نہ پھرے اور اگر قرآن پڑھا ہوا ہو تو
 روزانہ کسی قدر قرآن کی تلاوت بھی کر لیا کرے اور اس رسالہ کے آخر میں
 جو مردوں اور عورتوں کو نصیحت لکھی ہے ان کو کبھی کبھی دیکھ لیا کرے یا سن

لیا کرے اور اُن پر عمل کرے اور کبھی کبھی اپنے پیر کے پاس یا اور کوئی خوش عقیدہ
 متقی بزرگ موجود ہو اُس کے پاس جا بیٹھا کرے۔ لیکن پیر کے پاس جانے میں ہسکی
 پابندی نہ کرے کہ کچھ نہ کچھ لیکر ہی جانا چاہئے کیونکہ یہ تکلیف خلاف ہے اخلاص
 کے اور باقی اوقات میں بال بچوں کے لئے کسب حلال میں مشغول رہنا بھی عبادت
 ہے اور اگر یہ عامی عورت ہے تو ان باقی اوقات میں گھر کا کاروبار خصوصاً شوہر
 کی خدمت اُس کے لئے عبادت ہے مگر یہ بدون اذن شوہر کے پیر کے یہاں نہ جلائے
 اور ایام حیض میں بھی وظیفوں کے وقت میں وضو کر کے وظیفے پڑھ لیا کرے سجز
 قرآن مجید کے کہ اُس کا پڑھنا اُس حالت میں درست نہیں۔ اور عامی فارع
 کا خاص دستور عمل بھی وہی ہے جو عامی مشغول کے لئے بیان کیا گیا مگر اتنے
 امور اور زائد ہیں وہ یہ کہ اگر ممکن ہو تو پیر کی خدمت میں جا پڑے لیکن اپنے
 جانے پینے کا انتظام ایسے طور پر کرے کہ کسی دوسرے پر اس کا بار نہ پڑے اور
 اگر کوئی انتظام دسا مان ظاہری نہ ہو تو اتنا ضرور ہے کہ دوسرے کے بھروسے
 پر نہ رہے یا تو کچھ محنت مزدوری کرے اور اگر بہت ہو تو اللہ پر توکل کرے بلجائے
 کھلے نہ ملے صبر کرے اور اگر پیر کے پاس نہ رہ سکے تو اپنے وطن ہی میں رہے۔
 خواہ گھر میں یا کسی مسجد میں مگر جہاں تک ہو سکے خلق سے علیحدہ رہے کسی کے پاس
 زیادہ آمدورفت نہ رکھے جب تک کوئی دنیا یا دین کی ضرورت نہ ہو مخالفت نہ کرے
 اور جب کسی ضرورت سے ملنا ہو تو زبان کا بہت خیال رکھے کوئی کلمہ خلاف شرع
 مثل غیبت وغیرہ کے منہ سے نہ نکل جائے لیکن نماز جماعت کے ساتھ پڑھے اور
 تنہائی میں جو اوقات اپنی ضروری حاجت و آرام سے بچیں اُس میں خواہ قرآن

سے بارش ہوتی اور زمین سے نباتات و غلہ پیدا ہوتا اور خاص کر بعض اعمال دفع بلا میں بالخاصہ مفید ہیں۔ ایک ان میں سے نماز اور روزہ ہے چنانچہ حدیث میں ہے کہ پانچوں نمازیں اور جمعہ سے جمعہ تک اور رمضان سے رمضان تک درمیان کے گناہوں کا کفارہ ہے۔ روایت کیا اس کو مسلم نے ظاہر ہے کہ جب مصیبت گناہ کے سبب ہوگی۔ اور نماز سے گناہ کی معافی ہوتی ہے لا محالہ نماز سے مصیبت دفع ہوگی۔ اور حدیث میں ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کوئی امر عظیم پیش آتا فوراً کھڑے ہو جاتے کسوف و خسوف و استسقاء میں نماز پڑھنا حدیث میں مشہور ہے۔ اور مطلق آیات عظیمہ کے ظہور کے وقت بھی نماز کا امر آتا ہے اسی سے ہمارے فقہائے بادتند و تاریخی شدید زلزلہ وغیرہ کے وقت نوافل پڑھنے کو لکھا ہے ایک حدیث میں صدقہ خیرات کا دینا ہے حدیث میں ہے کہ صدقہ کجبادیتلہ ہے پروردگار کے غصہ کو اور دفع کرتا ہے بری حالت سے مرنیکور وایت کیا اس کو ترمذی نے ایک ان میں سے دعا و التجا کرنا ہے۔ جناب الرحمہ الراحمین میں دفع بلا کے لئے حدیث میں ہے کہ نہیں لوٹاتی قضا کو مگر دعا۔ روایت کیا اس کو ترمذی نے۔ اور حدیث میں ہے کہ دعا فرم دیتی ہے اس مصیبت سے کہ نازل ہو چکی۔ اور اس سے جو نازل نہیں یعنی نازل ہوئی بلا اس سے دفع ہوتی ہے اور جو نازل نہیں ہوئی وہ آتی نہیں روایت کیا اس کو ماہم۔ اور بہت حدیثیں اسکی فضیلت و تاکید میں ہیں۔ اسبطرح اور اعمال صالحہ کے خواص بھی اسکے قریب قریب وارد ہیں۔ یہ تو بیان علاج کلی کا جو کہ عام اور مشترک ہے تمام آفات و بلیات کے لئے جس میں قحط و وبا بھی داخل ہے اور علاج جزئی جو خاص ہے قحط و وبا کیساتھ یہ ہے کہ اس کے اسباب ہفتگانہ سے جو اوپر مذکور ہوئے احتیاب شدید

کیا جاوے اب سہولت ناظرین کے لئے ان تینوں فصلوں سے خلاصہ کر کے ایک دستور العمل لکھا جاتا ہے جس کا برتاؤ دفع بلیات کیلئے ضروری ہے۔

دستور العمل بھائیو (۱) نمازوں کی پابندی کرو خود بھی پڑھو اور اپنے اہل و عیال و متعلقین کو بھی پڑھاؤ۔ جو بچہ سات برس کا ہو اسکو زبان سے کہہ کر پڑھاؤ جو نماز نہ پڑھے اس پر تشدد کر کے پڑھاؤ اس سے ناراضی و نفرت ظاہر کرو (۲) خیرات اپنی مقدور پھر محتاجوں مسافروں کو دیتے رہو بالخصوص ایسے لوگوں کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر دو جو گھروں میں آبرو لئے پڑے ہیں۔ اور کسی سے اپنا حال بھی نہیں کہتے۔

(۳) استغفار بکثرت کرو یعنی دل میں اپنے گناہوں پر شمیمان ہو۔ زبان سے بھی خوب لجاجت و سماجت و عاجزی سے جناب باری میں گناہوں کی معافی کیلئے عرض کیا کرو اور حتی الامکان گریہ و زاری میں مشغول ہو اگر روزانہ آوے تو رونے کی شکل بناؤ (۴) زنا نہ اور فحش اور سخیائی کی باتوں سے بہت اہتمام کیساتھ بچو۔ آنکھ کو نا محرم عورت یا ہتھیٰ امر و پر بد نگاہ کرنے سے بچاؤ کہ یہ آنکھ کا زنا ہے۔ کان میں نا محرم کی آواز لذت کیساتھ مت پڑنید و خصوص گانے بجانے کی آواز کہ یہ کان کا زنا ہے زبان کو بہبودہ باتوں سے یا نا محرم کیساتھ دل خوش کرنے کیلئے باتیں کر نیسے بہت بچاؤ کہ یہ زبان کا زنا ہے (۵) کسی کا حتی مت دبار کھو خواہ قلیل ہو یا کثیر کسی عزیز کا ہو یا غیر عزیز کا مسلمانوں کا ہو یا کافر کا زمینداروں اور سوداگروں کا فرقہ اس بلا میں بہت مبتلا ہے انکو زیادہ احتیاط درکار ہے ریل میں قانون سے زیادہ لیجانا بھی اس خیانت میں داخل ہے (۶) زکوٰۃ حساب کر کے سالانہ ادا کرتے رہو۔ زیور اور مال تجارت اور نقد روپیہ اور گوٹہ اور ٹھپہ اور سچی زری کا کام ان سب میں جبکہ بقدر

عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں اور سنن میں وتر کے بعد سبحان الملك لعلہ وس
 میں رفع صوت مروی ہے اور حکمت چہر میں یہ سمجھی گئی ہے کہ اس میں وساوس
 و خطرات کم آتے ہیں کیونکہ اپنی آواز جو کان میں آتی رہتی ہے قلب آسانی سے
 اُدھر متوجہ نہ سکتا ہے سو یہ فائدہ خفیف چہر سے بھی حاصل ہے اسی طرح ضرب بھی
 قربت نہیں ہے اس میں بھی ایسی ہی حکمت طبیہ ہے وہ یہ کہ حرکت عنیفہ سے حرارت
 پیدا ہوتی ہے۔ اور حرارت سے رقت اور رقت سے تاثر اور تاثر معین ہوتا ہے
 اطاعت اور محبت میں اور وہ مقاصد میں سے ہیں پس ضرب ذریعہ مقصود ہونے
 سے مقصود بالغیر بن جاتا ہے لیکن زیادہ ضرب سے قلب میں خفقان پیدا ہونے
 کا ڈر ہے لہذا اعتدال سے تجاوز نہ کرے یہ تو اس کے متعلق تحقیق علمی ہے اور
 ایک امر علمی اس میں قابل تنبیہ ہے وہ یہ کہ اکثر کتب فن میں اس ذکر کے ساتھ گردن
 کو دہنے اور بائیں لے جانے لانا کو لکھا ہے سو جان لینا چاہئے کہ پہلے لوگوں کے
 مزاج اور دماغ قوی تھے اس کے تحمل ہوتے تھے بلکہ بوجہ قوت مزاج کے وہ
 بدون اس کے متاثر نہ ہوتے تھے اس لئے اُن کو اس کی ضرورت تھی اب خود
 ضعف غالب ہے تھوڑے ناعل سے قلب متاثر ہو سکتا ہے اس لئے ایسا نہ کیا
 جائے ورنہ دماغ کے ماؤف ہونے کا اندیشہ ہے صرف اسی قدر کافی ہے کہ
 لا الہ الا اللہ کے ساتھ سارے بدن کو تدریجاً اپنی طرف ذرا حرکت دیدیں اور لا الہ الا اللہ
 کے ساتھ بائیں طرف لے آئیں اور یہ بھی محض اس لئے ہے کہ بدن کو ایک حالت
 پر قائم رکھنے میں تکلیف اور تفتید ہے اس حرکت سے قدرے سہولت ہو جاتی
 ہے ورنہ اس کی بھی حاجت نہیں اور ضرب کے وقت بھی گردن کو چھٹکا دینے کی

لیا کرے اور ان پر عمل کرے اور کبھی کبھی اپنے پیروں کے پاس یا اور کوئی خوش
 عقیدہ متقی بزرگ موجود ہو اُس کے پاس جا بیٹھا کرے لیکن پیروں کے پاس جانے
 میں اس کی پابندی نہ کرے کہ کچھ نہ کچھ لے کر ہی جانا چاہئے کیونکہ یہ تکلیفِ خلاف
 ہے اخصاص کے اور باقی اوقات میں بال بچوں کے لئے کسبِ ممال میں مشغول
 رہنا بھی عبادت ہے اور اگر یہ عامی عورت ہے تو ان باقی اوقات میں گھر کا
 کاروبار خصوص شوہر کی خدمت اُس کے لئے عبادت ہے مگر یہ بدون اذن
 شوہر کے پیروں کے یہاں نہ جاوے اور ایامِ حیض میں بھی وظیفوں کے وقت میں
 وضو کر کے وظیفے پڑھ لیا کرے بجز قرآن مجید کے کہ اُس کا پڑھنا اُس حالت
 میں درست نہیں۔ اور عامی فارع کا خاص دستورِ عمل بھی وہی ہے جو
 عامی مشغول کے لئے بیان کیا گیا مگر اتنے امور اور زائد ہیں وہ یہ کہ اگر ممکن ہو تو
 پیروں کی خدمت میں جا پڑے لیکن اپنے کھانے پینے کا انتظام ایسے طور پر کر لے کہ
 کسی دوسرے پر اس کا بار نہ پڑے اور اگر کوئی انتظام و سامان ظاہری نہ ہو تو
 اتنا ضرور ہے کہ دوسرے کے بھروسے پر نہ رہے یا تو کچھ نخت مزدوری کر لے
 اور اگر محبت ہو تو اللہ پر توکل کرے مل جاوے کھالے نہ لے صبر کرے اور اگر پیروں
 کے پاس نہ رہ سکے تو اپنے وطن ہی میں رہے خواہ گھر میں یا کسی مسجد میں مگر جہانتنگ
 ہو سکے خلق سے علیحدہ رہے کسی کے پاس زیادہ آمدورفت نہ رکھے جب تک کوئی
 دنیا یا دین کی ضرورت نہ ہو مخالفت نہ کرے اور جب تک کسی ضرورت سے ملنا ہو تو
 زبان کا بہت خیال رکھے کوئی کلمہ خلافِ شرع مثل عنایت وغیرہ کے منہ سے نہ
 نکل جاوے لیکن نمازِ جماعت کے ساتھ پڑھے اور تنہائی میں جو اوقات اپنی ضروری

حاجت و آرام سے بچیں اُس میں خواہ قرآن کی تلاوت مع مناجات مقبول خواہ
 نوافل خواہ درود شریف خواہ استغفار میں مشغول رہے اور اگر کچھ خواندہ ہو تو
 تھوڑے وقت دین کی کتابیں بھی جو اردو فارسی میں ہیں کسی معتبر عالم کو دکھلا
 کہ مطالعہ کیا کرے لیکن جہاں شبہ رہے اپنی رائے سے مطلب نہ ٹھیرائے کسی محقق
 عالم سے پوچھ لے اور اگر اُس سستی میں کہیں طالب علم یا اللہ اللہ کرنے والے موجود
 ہوں تو اُن کی خدمت گزار سی میں اپنے وقت کا ایک بڑا حصہ خرچ کرے
 اس سے قلب میں برکت بھی پیدا ہوتی ہے اور خود بینی سے بھی حفاظت ہوتی
 ہے اور کبھی کبھی نفل روزہ بھی رکھ لیا کرے باقی دونوں قسم کے عامی کو اشغال
 کی تعلیم نہ کرنا چاہئے کہ اس میں طرح طرح کے خطرات ہیں جن کا تحمل عامی سے
 نہیں ہوتا البتہ اگر اُس میں شوق و استعداد دیکھے تو اسم ذات تین ہزار سے چھ
 ہزار تک تنہائی میں بیٹھ کر پڑھنے کو بتلا دے مگر بدون ضرب و بدون جہر کے
 اس سے زیادہ مناسب نہیں باقی دوسرے اور ادو نوافل جس قدر جی چاہے
 پڑھے البتہ اگر کوئی عامی صحبت علماء سے مثل علماء کے خوش فہم ہو گیا ہو وہ اس
 سے مستثنیٰ ہے اور عالم مشغول کا خاص دستور العمل یہ ہے کہ اوقات فراغ
 میں کوئی وقت ایسا جس میں قلب افکار و تشویشات سے کسی قدر خالی ہو اور
 معدہ نہ پڑھو نہ بھوک کا تقاضا ہو معین کر کے اُس میں بارہ ہزار سے چوبیس ہزار
 تک جس قدر ممکن ہو خلوت میں بیٹھ کر اسم ذات یعنی اللہ اللہ با وضو خفیف
 جہر و ضرب کے ساتھ قلب کو متوجہ کر کے پڑھا کریں اور تہجد کی پابندی کریں اور
 کسی وقت قرآن شریف کی تلاوت اور مناجات مقبول کی اصل عربی کی ایک منزل

کا التزام رکھیں اور اگر مدرس ہیں فہا ورنہ ایک معتد بہ وقت تدریہ طلبہ علم دین میں
 ضرور صرف کیا کریں اور گاہ گاہ جب ضرورت دیکھی جاوے یا سامعین رغبت
 کریں ضروری احکام کا وعظ کہدیا کریں مگر وعظ میں غیر ضروری مضامین بیان نہ کریں
 اور جو ضروری مضمون ہو مگر عوام کی طبیعت کے خلاف ہو اُس کو نہ تو مبہم طور سے کہیں
 اور نہ خشونت و درستی سے کہیں بلکہ صاف لیکن نرم کہیں اور وعظ پر اجرت نہ لیں
 نہ عوام کے زیادہ درپے ہونے اُن کو سخت کہے کہ اس سے خواہ مخواہ عداوت پیدا
 ہوتی ہے اور احیاء العلوم وغیرہ مطالعہ میں رکھیں لیکن شیخ سے دور رہ کر شغل نہ کریں
 البتہ چند شے شیخ کے حضور میں اگر یہ کام کیا ہو اور وہ اب بھی تجویز کرے تو مضائقہ
 نہیں اور عالم فارغ کا گو برا مے چندے ہی فارغ ہو جسکی مدت اقل درجہ چھ ماہ
 ہیں خاص دستور العمل یہ ہے کہ چند روز جس قدر موقع میسر ہو شیخ کی خدمت
 میں رہ کر مشغول ذکر رہے اور اُس کیلئے اذکار میں سے اس قدر کافی ہے کہ بعد
 تہجد کے بارہ تسبیح پڑھے یعنی لا الہ الا اللہ ۲۰۰ بار اور الا اللہ ۴۰۰ بار اور اللہ
 اللہ بضم ہائے اول و سکون ہائے ثانی ۶۰۰ اور صرف اللہ ۱۰۰ بار یہ تیرہ تسبیح ہیں
 مگر اصطلاح میں بارہ کہلاتی ہیں ان میں حقیقت ساہرا اور معتدل ضرب قلب پر کریں
 مگر جہر مقصود بالذات اور قربت فی نفسہا نہیں ایسا اعتقاد کرنا بدعت ہے اور حدیث
 جو وارد ہے ادبوعلیٰ انفسکم انکم لاتدعون اسمہ ولا غائباً میرے نزدیک اسی اعتقاد
 کی نہی پر محمول ہے اور بعض نے جہر مفرد کو اسکا حمل بنایا ہے جس سے دوسری لوگ متنازی
 ہوں مثلاً نائین کو تشویش ہو اور امام ابو حنیفہ کے منع فرمانے کی بھی یہی توجیہات
 ہیں ورنہ جہر فی نفسہ جائز ہے جیسا بخاری میں حضرت ابن عباس سے رفع الصوت

بالتکبیر کا علامت الضراف عن الصلوٰۃ ہونا عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں اور سنن میں
 وتر کے بعد سبحان الملك القدوس میں رفع الصوت مروی ہے اور حکمت جہ میں یہ
 سمجھی گئی ہے کہ ہمیں وساوس و خطرات کم آتے ہیں کیونکہ اپنی آواز جو کان میں آتی ہوتی
 ہے قلب آسانی سے اُدھر متوجہ رہتا ہے سو یہ فائدہ خفیف ہے جس سے بھی حاصل ہو اس طرح
 ضرب بھی قریب نہیں ہے اس میں بھی ایسی ہی حکمت طیبہ ہے وہ یہ کہ حرکت عنف سے
 حرارت پیدا ہوتی ہے اور حرارت رقت اور رقت سے تاثر اور تاثر معین ہوتا ہے
 اطاعت اور محبت میں اور وہ مقاصد میں سے ہیں پس ضرب ذریعہ مقصود ہونے سے
 مقصود بالغیر بن جاتا ہے لیکن زیادہ ضرب کے قلب میں خفقان پیدا ہونیکا ڈر ہے لہذا
 اعتدال سے تجاوز نہ کرے یہ تو اس کے متعلق تحقیق علمی ہے اور ایک امر عملی اس میں
 قابل تنبیہ ہے وہ یہ کہ اکثر کتب فن میں اس ذکر کے ساتھ گردن کو داہنے اور بائیں
 لیجانے اور لانے کو لکھا ہے سو جان لینا چاہئے کہ پہلے لوگوں کے مزاج اور دماغ قوی
 تھے اسکے متحمل ہوتے تھے بلکہ بوجہ قوت مزاج کے وہ بدون اسکے متاثر نہ ہوتے تھے
 اسلئے انکو اسکی ضرورت تھی اب خود ضعف غالب ہے تھوڑے فاعل سے قلب متاثر
 ہو سکتا ہے اسلئے ایسا نہ کیا جائے ورنہ دماغ کے ماؤف ہونیکا اندیشہ ہے صرف
 اسی قدر کافی ہے کہ لا الہ الا اللہ کے ساتھ سارے بدن کو تدریجاً داہنی طرف ذرا حرکت
 دیدیں اور الا اللہ کے ساتھ بائیں طرف لے آویں اور یہ بھی محض اسلئے ہے کہ بدن کو
 ایک حالت پر قائم رکھنے میں تکلف اور تقید ہے اس حرکت سے قدرے سہولت
 ہو جاتی ہے ورنہ اس کی بھی حاجت نہیں اور ضرب کے وقت بھی گردن کو جھٹکا
 دینے کی ضرورت نہیں صرف مخرج پر آواز کا زور ڈال دینا کافی ہے قریب مکانی

کے سبب سینہ پر اس کا اثر پہنچ جاوے گا علیٰ ہذا القیاس بقیہ اذکار میں بھی ضرب تو
 اسی طور پر کرے اور تحریک بدن اس سے بھی کم کافی ہے یہ کلام تمام تر دوازدہ تسبیح
 کے متعلق تھا اس ذکر کے بعد اگر نین کا تقاضا ہو ذرا سو جائے ورنہ خواہ ان اذکار میں
 سے کسی خاص فریضہ کو اور زیادہ کرے یا یوں ہی فارغ رہے پھر بعد نماز صبح تلاوت
 قرآن اور ایک منزل مناجات مقبول پڑھنے کے بعد بارہ ہزار سے چوبیس ہزار تک
 جس قدر پہل ہو اسم ذات خفیف جہر اور معتدل ضرب سے تلاوت میں بیٹھ کر کرے اور
 دوپہر کو قبولہ کرے پھر بعد ظہر اسی طرح بارہ ہزار سے چوبیس ہزار تک جس قدر بہت
 کے ساتھ عصر کے قبل قبل ہو جائے اسم ذات کا ورد کرے اور عصر کے بعد اگر شیخ
 فارغ ہو تو مغرب تک شیخ کچھ مدت میں حاضر رہے اور اگر فارغ نہ ہو یا وہاں موجود
 ہی نہ ہو یا اسکے قلب میں زیادہ اشتیاق نہ ہو تو جنگل باغ نہندی وغیرہ کی سیر کو
 چلا جاوے اگر شیخ موجود ہو تو اُس سے اجازت لیکر جائے اور اسی وقت میں کبھی
 کبھی مقابر عامہ مسلمین و مزارات اولیاء کرام پر ہو آیا کرے پھر بعد مغرب گھنٹہ آدھ
 گھنٹہ حیث تک دلچسپی ہو غفلت میں بیٹھ کر مراقبہ موت و ما بعد الموت الی الحساب کا
 کرے کہ یہ واقعات اس اس طرح ہونگے بلکہ ان وقائع کا حاضر فرض کرے کثرت ذکر اللہ
 سے اللہ تعالیٰ کی محبت اور اس مراقبہ سے دنیا کی نفرت پیدا ہوگی یہی خوب بعض اسکا
 کام بنادینے کیلئے انشاء اللہ تعالیٰ کافی ہونگے اور بقیہ اوقات میں چلتے پھرتے اور
 اٹھتے بیٹھتے درود شریف پڑھتا رہے یا اور جس ذکر سے دلچسپی ہو اور پاس نفاس کی حقیقت
 بھی یہی ہے کہ کوئی دم غفلت میں نہ گذرے خواہ کوئی ذکر بھی معمول کرے مشہور معنی
 اُسکی حقیقت نہیں بلکہ وہ بھی ایک طریق ہے منجملہ اسکے طرق کے پھر اگر اس ذکر کی وقت

قلب میں جمعیت و خشوع معلوم ہو اور وہ روزانہ برہنہتی جاوے اور وسوسوں و خطرات
 میں کمی ہو ذلکے اور دل لگا کرے تب تو میرے نزدیک اشغال کی حاجت نہیں بلکہ حاجت
 تقویٰ اور یہ ذکر اور یہ مراقبہ بس ہے عمر بھر اس پر مداومت رکھے آخرت میں تو ثمرہ یعنی
 سے اور اصل وعدہ عطا کئے ثمرات کا آخرت ہی میں ہی لیکن دنیا میں بھی اگر اللہ تعالیٰ
 کو منظور ہوگا تو اسکے قلب پر علوم عجیبہ و معارف جنکے باب میں مولانا کا ارشاد ہے
 ۵۔ مینی اندر خود علوم انبیاء بے کتاب بے معیار و اوستا۔ اور واردات غریبہ و حجاب
 مثل ذوق و شوق و محبت و انس و ہیبت و انکشاف اسرار احکام و حسن معاملہ
 فیما بینہم و بین اللہ اور تہنیتی علی ما یصلحہم للتنبہ و امثالہا فافاض ہونگے جنکی لذت کو
 سامنے ہفت اقلیم کی سلطنت گرد ہے اور یہ امور حالات کہلاتے ہیں چونکہ اول تو ہر
 شخص کو ہر حالات پیش آتے ہیں انکا احاطہ اور ضبط مشکل ہے دوسری بعض حالات
 یا انکے بہ متعلق کچھ معالجات از بس نازک ہیں اسلئے وہ تحریر میں نہیں آسکتے ایسے وقت
 شیخ کا قریب ہونا مناسب ہے وہی انکی تفسیر یا اگر حاجت ہوئی تو معمولات میں
 کچھ تفسیر کرتا ہے۔ اور منجملہ فوائد صحبت شیخ کے ایک فائدہ یہ بھی ہے اور دوسرے اور
 فوائد بھی ہیں جو اس ہدایت کے ختم پر مذکور ہونگے یہی علوم کشف الہی کہلاتے ہیں
 کشف کوئی نہ لذت میں اسکی گرد کو پہنچتا ہے نہ قرب میں سکوا سکا سادخل ہے حضرت
 موسیٰ علیہ السلام کشف الہی میں زیادہ تھے اور خضر علیہ السلام کشف کوئی میں پھر ظاہر
 ہے کس کا رتبہ اعلیٰ ہو رہا یہ کہ انکو انکے پاس کیوں بھیجا گیا سو اس میں مقصود اس امر
 کی تعلیم تھی کہ بولنے میں دقائق کلام کی رعایت و احتیاط رکھا کریں۔ کیونکہ انھوں نے
 ایک سوال کے جواب میں انا اعلم فرمادیا تھا جو واقع میں علوم مقصودہ کا اعتبار

صحیح بھی تھا لیکن لفظ کے اطلاق سے ایہام عموم ہونا تھا اسلئے یہ بات دکھلا دی کہ
 کشف کوئی میں حضرت خضر علیہ السلام زمانہ میں گو وہ کشف آہی کے برابر کمال نہ
 ہو مگر عموم تو منفی ہے اسلئے یہ نفی مدلول کلام بھی ہونا چاہئے تھا اور اس کشف
 آہی والے کے متعلق اگر ارشاد و شیخیت و روحانی تربیت خلق کی ہو جاوے تو وہ
 قطب الارشاد کہلاتا ہے۔ اور کشف کوئی والیکے متعلق اگر دنیوی تربیت خلق کی
 ہو جاوے وہ قطب التکوین کہلاتا ہے۔ اور اگر ایک مدت تک ذکر کیسے قلب میں
 یکسوئی و خشوع نہ ہو تو مناسب ہے کہ کوئی مشغل بھی کر لیا جائے اشتغال بہت ہی پر
 نزدیک نفع اور اہل مشغل اُسچد ہے اور اچھا وقت اُس کا آخر شب ہے بعد بارہ تسبیح
 کے لیکن جس نہ کرے آجکل اکثر اس سے قلب و دماغ دونوں ماؤف ہو جاتے ہیں صرف
 آنکھیں ویسے ہی بند کر لے اور کانوں کو انگشت شہادت سے ذرا زور سے بند کر لے
 اس سے کان میں ایک صوت کا تَقْفُ عِنْدَ حِدِّ پید ا ہوگی اور غالباً یہی اسکی
 وجہ تسمیہ بھی ہے کیونکہ ان لغت ہندیہ میں کلمہ نفی کا ہے یعنی جید اور اس آواز کی
 طرف قلب کو متوجہ رکھے اور زبان سے یا قلب سے اسم ذات کا ورد رکھے تاکہ اتنا
 وقت غفلت میں نہ گزرے کیونکہ اس صوت میں مشغول ہونا ذکر نہیں کیونکہ یہ صوت
 لغو باللہ حق تعالیٰ کی صفت تو ہے نہیں جیسا بعض کو دھوکا ہو گیا ہے بلکہ عالم
 غیب میں سے مخلوق کی بھی نہیں صرف اسی کے دماغ میں ہوا بند ہو کر متوجہ ہونے
 لگتی ہے باوجود اسکے پھر اسکی طرف مشغول کرنا صرف اسلئے تجویز کیا جاتا ہے کہ وہ
 صوت محسوس ہی اور لذیذ ہے بلکہ بعض اوقات اُسکے اندر نہایت دلربا و دل فریب آوازیں
 پیدا ہوتی ہیں کہ شاعر کو محو کر دیتی ہیں اور محسوس لذیذ چیز کی طرف متوجہ ہونے سے

طبیعت دوسرے خطرات گم ہو جاتے ہیں اس سے ذہن کو عادت ہوتی ہے اور ایک طرف
 توجہ نام کر نیکی پھر شغل چھڑا کر اس توجہ کو مقصود حقیقی کی طرف منصرف کر دیتے ہیں جس کی
 طرف اولاً متوجہ ہونا بوجہ اسکے غائب عن الحواس ہونیکے ایسا نا محتاج تکلف تھا۔
 اسی اصل اس تقریر سے معلوم ہو گیا کہ شغل خود ذکر نہیں البتہ معین ذکر ہے جیسا گذرا
 اسی لہذا اسکو بدعت نہیں کہہ سکتے کہ مامور بہ کا ذریعہ ہے بلکہ عن ائصال سنت سے بھی اسکی
 کچھ اصل نکل سکتی ہے چنانچہ نماز میں موضع سجود پر نگاہ رکھنا مسنون ہے اور اسی
 حکمت بھی نفی خواطر واجتماع قلب معلوم ہوتی ہے واللہ اعلم۔ اور جس طرح اس آواز کا
 محل دماغ ہے اسی طرح کبھی دوسرے اشغال میں اور کبھی اذکار میں بھی مختلف اوان کے
 انوار جو نظر آنے لگتے ہیں وہ بھی اکثر صورت دماغیہ ہوتے ہیں چنانچہ غیر متاعل بھی اگر اسی
 طرح آنکھیں بند کر کے دیکھے تو بعض اوقات اُس کو بھی مختلف رنگ نظر آیا کرتے ہیں
 اس سے کبھی دھوکا نہ کھاوے اور نہ ان اشیاء کی طرف کبھی ملتفت ہو بلکہ اگر اس سے
 زیادہ واقعی غائبیات کا بھی کشف ہونے لگے چنانچہ بعض اوقات بوجہ کیسوئی کے
 ایسا بھی ہو جاتا ہے تب بھی اصلاً اُدھر متوجہ نہونہ اُس سے لذت حاصل کرے خواہ
 وہ مکشوفات ناسوت کے ہوں یا ملکوت کے لیکن ہیں تو غیر مطلوب بلکہ حسب ارشاد
 حضرت مرشد علیہ الرحمۃ حجاب ظلمانی سے حجاب نورانی زیادہ اشد ہے طالب کمال سب
 کی نفی کرنا چاہئے اور اس مضمون پر نظر رکھنا چاہئے ۵ عشق آں شعلہ است
 کوچوں بر فردخت + ہر چہ معشوق باقی جملہ سوخت + تیغ لاو قتل غیر حق براند +
 در نگر آخر کہ بعد لاجہ ماند + ماند الا اللہ و باقی جملہ رفت + مرحلے عشق شریک سوز
 زفت + اور اگر شیخ کامل کوئی اور مراقبہ یا شغل مناسب تجویز کرے اسکا اتباع

کرے لیکن اشغال میں شغل را بطہ و تصور شیخ اور مراقبات میں مراقبہ وحدۃ الوجود
 بوجہ اسکے کہ اکثر خواص کو بھی مضر ہوتا ہے متروک ہے کما قال تعالیٰ فی النحر
 والیسر اذکانا جلالین انھما اکبر من نفعھما اور ان اذکار و اشغال سے جو
 وقت بچے اُس میں کچھ نہ کچھ ذکر زبان سے تو بہ قلب کے ساتھ جاری رکھے خواہ درود
 شریف اور میرے نزدیک یہ سب بہتر ہے خواہ استغفار خواہ کلمہ طیبہ خواہ اور کچھ
 جس سے دلچسپی ہو اور ان اوقات میں صرف ذکر قلبی پر اکتفا نہ کرے کیونکہ اس میں
 اکثر یہ دھوکا ہو جاتا ہے کہ ذہول کی اطلاع نہیں ہوتی یا اس سے بڑھ کر یہ کہ
 ذہول کو بھی استغراق و محویت سمجھ جاتا ہے اور دوجیزوں سے بچنے کا ہر وقت
 خیال رکھے ایک غفلت جس کا علاج ذکر ہے جیسا ابھی بیان ہوا دوسرے معصیت
 صغیرہ ہو یا کبیرہ قلب سے ہو یا زبان سے یا ہاتھ پاؤں آنکھ کان سے غفلت سے
 قلب کی نورانیت برباد جاتی ہے اور معصیت سے علاوہ نور قلب فوت ہونے کی
 مقبولیت عند اللہ بھی زائل ہو جاتی ہے اور یہ بڑا خسارہ ہے اور اگر ایسا غفلت
 سے یا نفس کی شرارت سے کوئی معصیت توی یا فعلی سرزد ہو جاوے فوراً نہایت
 ندامت و عاجزی سے استغفار اور توبہ کرے بالخصوص بعض معاصی خصوصیت کر
 ساتھ زیادہ ہضم میں اُن سے بچنے کا اور زیادہ اہتمام رکھے ایک زیادہ سہری کبر
 اور اسی سے گاہے تفاخر و عجب پیدا ہو جاتا ہے خواہ کمال دنیوی پر ہو یا کمال
 دینی پر تیسرے زبان سے کسی کی غیبت یا شکایت یا کسی پر طعن اعتراض کرنا بلکہ
 اکثر فضول کلام بھی نورانیت قلب کو مضر ہوتا ہے اور اسی لئے طالب حق کو لوگوں
 سے زیادہ میل جول کرنا نہ چاہئے مگر ضرورت چوتھے محل نامشروع میں رغبت شہوۃ

سے کسی کی طرف توجہ کرنا خواہ آنکھ سے یا دل کے خیال سے پانچویں بیجا یا اعتدال سے
 زیادہ غصہ کرنا یا بد خلقی و سختی کیساتھ کسی سے پیش آنا۔ اسی طرح بعضی غفلت بھی
 خصوصیت کیساتھ زیادہ مضر ہے یعنی وہ غفلت جس کا سبب دنیوی تعلقات ہوں
 کیونکہ ایسی غفلت تجدید ذکر سے بھی ختم نہیں ہوگی بار بار قلب اُدھر کشتش کرے گی
 اور منجملہ اس دستور عمل کے ایک امر یہ بھی ہے کہ جب تک ایسے شخص کو جس میں کلام
 ہو رہا ہے کینقدر رسوخ و استحکام کیساتھ نسبت باطنی نصیب نہ ہو جائے جب تک نہ تو
 افادہ ظاہری میں مشغول ہو نہ افادہ باطنی پر اقدام کرے یعنی نہ طلبہ کو پڑھا دے نہ
 عوام میں وعظ کہے نہ مطب کرے نہ تعویذ گندہ لکھے نہ پیری مریدی کرنے لگے بالکل
 زاویہٴ خمبول میں پڑا رہے الا ان یضطرالی شیء من ذالک اور علامت حصول
 نسبت باطنی کی دو امر ہیں ایک یہ کہ ذکر اور یادداشت کا ایسا ملکہ ہو جائے کہ
 کسی وقت غفلت اور ذہول نہ ہو اور اس میں زیادہ تکلف نہ کرنا پڑے دوسری یہ کہ
 اطاعت حق یعنی اتباع احکام شرعیہ کی عبادت و معاملت و خلق و اقوال و افعال اسکو
 ایسی رغبت اور منہیات و مخالفت سے ایسی نفرت ہو جائے جیسی مرغوبات و
 مکروہات طبعیہ کی ہوتی ہے اور حرص دنیا کی قلب سے نکلا جائے۔ کان خلقہ القرآن
 اسکی نشان بن جائے البتہ کسب عارضی یا وسوسہ جسکے مقتضا پر عمل نہ ہو اس رغبت و
 نفرت کے منافی نہیں اور یہی درجہ یادداشت اور فرمانبرداری کا جو علامت ہے
 نسبت باطنی کی حاصل ہے محبت حق کا اور اگر حصول نسبت کے ساتھ کچھ علوم و اسرار
 بھی قلب پر وارد ہونے لگیں تو یہ شخص عارف بھی کہلاوے گا۔ اب بعد حصول
 نسبت کے درس و وعظ یا تصنیف و تالیف کا مضائقہ نہیں بلکہ یہ خدمتِ علم دین

افضل العبادات ہے اور اگر شیخ تعلیم و تلقین اذکار اور بیعت کر نیکی بھی اجازت دیے
تو بندگان خدا سے یہ افادہ بھی دینے نہ کرے لیکن ہمیشہ اپنے کو خادم خلق سمجھے مخدوم نہ
سمجھے اور اگر وہ اجازت نہ دی تو ہرگز ایسی جرأت نہ کرے اور نہ از خود درخواست اجازت
کی کرے کہ ہوس محض ہے ایسی عیاتی اجازت معتد بہ نہیں بلکہ بڑے ہونیسے چھوٹا رہنا
بدرجہ اسلام ہی التبتہ حکم ہو جانے پر خلاف مناسب نہیں ورنہ سلسلہ ہی نہ چلتا لیکن میدوں
سے منتظر و متوقع حصول مال کا نہ رہے بلکہ اگر وہ کچھ نذرانہ بھی دیں تو بیعت کی وقت تو
اصل قبول نہ کرے کہ یہ صورت معاوضہ و مبادلہ کی ہے اور دوسرے وقت اگر لطیف خاطر
حلال مال سے اپنی گنجائش کی موافق دین جس سے آپر کوئی ثعب یا بار نہ پڑے تو ایسی صورت
میں ہدیہ قبول کر لینا مسنون ہے اور انکار کرنا موجب دل شکنی مسلم و ناشکری حق تعالیٰ
ہے گو وہ قبل ہی ہو اور گو وہ مجمع میں دے جب بھی عار و شگ کرے کہ یہ شعبہ تکبر کا ہے یہاں
تک دستور العمل مذکور تمام ہوا۔ اور اس دستور العمل کی عبارت اسوجہ سے ذرا مطول
ہو گئی ہے کہ اسکے مخاطب اہل علم ہیں انکو بدوہن اسقدر تفصیل کے نہ اطمینان ہوتا نہ
خط آتا ورنہ اصل حاصل اسکا مختصر ہے جسکا ملخص اسلئے مکرر لکھے دیتا ہوں کہ اس کو
اجزاء تقریر مذکور میں متفرق و منتشر ہو گئے ہیں اس ملخص کی یہ فہرست ہے تہجرت ہجرت کے بعد
بارہ تسبیح بعد نماز فجر تلاوت قرآن مجید و منزل مناجات مقبول تلاوت کے بعد اسم
ذات بارہ ہزار سے چوبیس ہزار تک دوپہر کا قبیلہ بعد ظہر اسم ذات ہشمار مذکور لبتہ
بصری حاضر می خدمت شیخ یا سیر صحرا و مقابر بعد مغرب مراقبہ موت نقیہ اوقات
میں درود شریف بلا تعداد اگر حاجت ہو شغل اخذ ملازمت نقوی مد اومت ذکر
اجتناب معاصی و غفلت مخصوص ریاء و دعوی و تفاخر و عجب و غیبت و اعتراض

وفضول کلام و کثرت محالطت خلق و رغبت شہوت حرام و غضب و بد خلقی و تکبر و تعلقا
 دنیویہ اور جو امور مثل ان کے ہوں نسبت باطنی کے حصول تک و غطا و درس وغیرہ کی
 تغلیل بدون اجازت شیخ کے تلقین طریقت کی جرأت نہ کرنا غرض میزان کل اور خلاصہ
 طریق الی اللہ کا کل دھیزیں میں طاعت اور ذکر و معصیت سے طاعت فوت ہو جاتی
 ہے اور غفلت سے ذکر مختل ہو جاتا ہے اس لئے اپنا اصلی کام طاعت ذکر پر دوام رکھنے کو
 اور معصیت و غفلت سے بچنے کو سمجھے۔ اگر ایک مدت تک اسپر استقامت و استقامت رہ سکی
 تو انشاء اللہ تعالیٰ تحروم نہ رہیگا اور یوں فائدہ تو اول ہی سے ہونے لگتا ہے لیکن اسکی
 سمجھ میں نہیں آتا ایک وقت ایسا آئیگا کہ یہ بھی سمجھنے لگے گا لیکن بنگراوے نہ جلدی کری
 نہ سستی کری نہ کمی کری کیونکہ اسکی نہ کوئی میعاد معین نہ کوئی ذمہ دار ہو سکتا ہے البتہ اس
 قدر امیدوار سکتے ہیں کہ ۱۰ اندر رہ می تراش و می خراش تا دم آخر و می فارغ
 مباش + تا دم آخر و می آخر بود + کہ عنایت با تو صاحب سر بود + اور اگر باوجود اسکے
 ابتدا میں ذرا زیادہ اور اسکے بعد بھی کبھی کبھی شیخ کی صحبت بھی نصیب ہو جاوے تو نور
 علی نور ہے اسکی صحبت کے فوائد میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اخلاق و عادات میں اسکا
 اتباع کریگا اذکار و عبادات میں نشاط اور بہت کوفت ہوگی جو حال غریب پیش
 آویگا اس باب میں اسکی تشفی ہو جاوے گی اور بہت سے فوائد میں جنکا خود مشاہدہ ہوتا
 ہے مونی بات ہے کہ مریض کا طبیب کے پاس ہونا اور دور رہنا دونوں میں زمین و آسمان
 کا فرق ہے کہا گیا ہے ۱۰ مقام امن و می بے غش و رفیق شفیق + گرت بدم میسر شود
 رہے توفیق + واللہ یقول الحق و هو یبمدی السبیل۔

پدایت سہتم ذکر کو چاہئے کہ جمیع اسباب مشوشہ قلب سے بچے کیونکہ جمعیت قلب کی

بڑی دولت ہے اور یہ اسباب متعدد ہیں ایک اپنی بے عنوانی سے صحت خراب کر لیتا
 اس لئے صحت کی بہت حفاظت کرے دماغ کی تڑپ اور قلب کی تفریح و تقویت
 ہمیشہ غذا و دوا کرتا ہے غذا میں نہ اتنی کمی کرے کہ ضعف دیوست ہو جاوے
 نہ اس قدر افراط کرے کہ ہضم میں فتور آ جاوے کہ اس سے بھی صحت خراب ہوتی ہے
 جملہ کی کثرت نہ کرے کہ اس سے بھی اعضا و رُمیہ خصوصاً قلب دماغ ماؤت ہو جاتے
 ہیں جب تک صادق رغبت نہ ہو کھانا نہ کھاوے آدھ ایک رقمہ کے اشتیاق باقی رہنے
 پر چھوڑ دے اور جب تک طبیعت میں سخت تقاضا نہ ہو صحبت نہ کرے اس طرح سونے
 میں اعتدال رکھے نہ بہت زیادہ سوئے کہ کسل ہو نہ بہت کمی کرے کہ بیوست ہو جاوے
 دوسرا امر مشوش قلب بلا ضرورت عمدہ لذت غذاؤں کے اہتمام میں لگا رہنا ہے۔
 تیسرا امر ہر وقت اپنے بدن کی آرائی اور لباس کی نفاست میں مشغول رہنا کہ اسی
 باب میں کہا گیا ہے عاقبت ساز و ترازدیں برسی + اس تن آرائی و اس تن
 پروری + اسے از کمال دین البتہ بالکل میل کھیل بھی نہ رہے کہ اس سے بھی قلب بکدر
 ہوتا ہے سادہ اور صاف رہے البتہ بدون اہتمام اگر خوراک پوشاک عمدہ بیسرو اور
 نفس میں کسی رذیلہ کے پیدا ہونیکا اندیشہ نہ ہو تو خدا تعالیٰ کی نعمت ہے استعمال کرے
 اور شکر بجالا دے چوتھا امر مال کی حرص اور اس کے جمع کرنے کی فکر میں رہنا یا یہ کہ
 موجودہ ذخیرہ کو اسراف کر کے اڑا دینا کہ دونوں کا انجام تشویش قلب سے حرص تو ہر وقت
 اسی دھن میں رہیگا اور مسرف ذخیرہ ختم ہونیکے بعد آخر پریشانی میں مبتلا ہو گا یا پرکے
 مال پر اے مال پر نگاہ کریگا یا بچواں امر کسی سے دوستی یا دشمنی باندھ لینا دوست تو
 اس پر چوم کر کے اسکے وقت کو مشوش کرینگے اور دشمن اسکو ایدائیں پہنچا کر پریشانی میں

ڈالینگے اسی طرح جو امور موجب تشویش قلب ہو اور فی نفسہ ضروری نہ ہوں ان سے
 حتی الامکان بہت احتراز رکھے البتہ اگر کوئی تشویش بلا اس کے اکتساب کتاب
 کے پیش آ جاوے یا اس نے کسی شرعی ضرورت سے کوئی فعل کیا تھا اور اس میں کوئی
 تشویش پیش آگئی مثلاً کسی سود خوار کے ہدیہ لینے سے انکار کیا وہ اس کا دشمن ہو گیا
 تو وہ مضر نہیں پس اس میں مضطرب نہ ہو حق تعالیٰ پر نظر و توکل رکھے وہ مدد فرما دینگے
 اگر کچھ تکلیف بھی پہنچے تو اسکو مقتضائی حکمت الہیہ سمجھ کر اسپر راضی رہے وہ اسکے
 لئے زیادہ موجب قرب ہے۔

ہدایت مستقیم جو امور اختیاری ہیں ان میں تو خلل نہ ڈالے اور جو امور اختیار سے
 خارج ہیں اگر وہ مرغوب ہیں تو ان کے حصول کے درپے نہ ہو اور اگر وہ نامرغوب
 ہیں تو ان کے دفع میں تن دہی نہ کرے مثلاً نماز کے اور تلاوت یا ذکر کے اندر تو یہ
 اختیار میں ہے کہ اپنے قلب کو گو تکلیف ہو حاضر رکھے جسکے کئی طریق ہیں مثلاً حق تعالیٰ
 کی ذات کا تصور کرنا یا معانی الفاظ کی طرف توجہ کرنا یا خود الفاظ کی طرف خیال کھنا
 اس طرح کہ ہر لفظ کو مستقل ارادہ سے زبان سے ادا کرے پس اس میں تو کمی نہ کرے اور
 نماز کے اندر یا تلاوت کے وقت جی نہ لگنا یا لذت نہ ہونا یا وساوس و خطرات کا
 ہجوم کرنا خواہ وہ کتنے ہی ناپاک ہوں یہ امر غیر اختیاری ہے اس کی فکر نہ کرے اپنا
 اختیار کام کئے جائے اسی سے بالخاصہ انکی اصلاح ہو جاتی ہے بالخصوص وساوس
 کی طرف تو اصلاح التفات نہ کرے نہ اسپر مغوم ہو کہ اس سے انکو دنی ترقی ہوتی ہے پھر
 سخت پریشانی میں مبتلا ہونا پڑتا ہے اسکا عمدہ علاج یہی ہے کہ اپنے ذکر وغیرہ کی
 طرف توجہ پھر تازہ کر دے اور اس وسوسہ سے بالکل بے پروائی اختیار کر دے اس سے

وہ از خود منرف ہو جاتا ہے اور مثلاً طاعتِ اختیاری ہے اُس میں سستی نہ کرے اور یہ امور خارج از اختیار ہیں۔ اچھا خواب قبولِ دعا و جد و رقت وغیرہ انکا طالب نہ ہو یا مثلاً معصیتِ اختیاری ہو اسکے پاس نہ جائے اور یہ چیزیں غیر اختیاری ہیں بُرا خواب طبیعت کا انقباض رزق کی کمی ذکر میں کسی چیز کا نظر نہ آنا یا کوئی اثر محسوس نہ ہونا بیمار ہو جانا وغیرہ اسے منعم نہ ہو یا مثلاً کسی کے ساتھ بلا قصد عشق ہو جانا غیر اختیاری ہے اس میں کوئی معصیت و مضرت نہیں گو تکلیف ہے لیکن یہ امور اختیار میں ہیں اُسکو دیکھنا اُس سے باتیں کرنا قصد اُسکی آواز سننا اُسکے پاس آنا جانا اُس کا خیال دلیں لانا اُسکو سوچ سوچ کر دل سے لذت لینا اُنسے بچنا واجب ہے اور اکثر اس تدبیر سے وہ عشق بھی مضحل ہو جاتا ہے اور اگر اُس میں کوتاہی کریگا گنہگار ہوگا اور قلب تارک ہو جاوے گا یا مثلاً کسی معصیت کی طرف بار بار طبیعت کا مال اور راعب ہونا غیر اختیاری ہے اسکی فکر میں نہ پڑے البتہ معصیتِ اختیاری ہے۔ اُس سے بچے اُس میلان پر عمل نہ کرے جو شخص غیر اختیاری چیزوں کی تحصیل یا دفع کی فکر میں رہتا ہے تمام عمر اُسکی تشویش اور تنگی میں گذرتی ہے حتیٰ کہ بعض لوگوں نے ان وجوہ سے اپنے کو مردود سمجھ لیا ہے پھر بعضوں نے تو خود کشتی کر لی ہے اور بعضوں نے ذکر و طاعت کو چھوڑ دیا ہے غرض ایمان کا نقصان کیا جان کا بھی۔ اصل یہ ہے کہ امور غیر اختیار یہ میں جو مرغوب ہیں گلے اُنکا حصول سالک کیلئے موجبِ فتنہ ہو جاتا ہے مثلاً اپنے کو صاحبِ کمال سمجھنے لگا عجب دعویٰ یا شہرت میں مبتلا ہو گیا اور اسی طرح عدم حصول کبھی موجبِ نفع ہوتا ہے مثلاً اپنے کو ناکارہ و حقیر سمجھنے لگا اور جو امور نامرغوب ہیں کبھی اُنکا ہونا اس کے لئے نافع ہوتا ہے مثلاً اُس میں مشقت

ہوتی ہے جو ایک قسم کا مجاہدہ ہے تنگی ہوتی ہے غم ہوتا ہے جس سے تصفیہ باطن کا ہوتا
 ہے ایسے ہی موافق کیلئے ارشاد ہے عسی ان تکرھوا شیئا وھو خیر لکم و عسی ان تحبوا
 شیئا وھو شر لکم البتہ امور مرغوبہ اگر خود حاصل ہو جاوےں نعمت سمجھ کر شکر کر دیا گیا کہ عدم
 حصول کو بھی ایک اعتبار سے جیسا مذکور ہوا نعمت سمجھے اور شکر کرے خوب سمجھ لو۔
 ہدایت ہنم آجکل اکثر درویشوں میں بعض رسوم متعارف ہیں تو بعض تو محض خلاف
 شرع ہیں جیسے قبر کا طواف اور اس پر بوسہ اور اس پر غلاف ڈالنا یا انجی نذر
 مانا یا اُسے کچھ مانگنا اور بعض ان تمام مفاسد سے نامشروع ہو گئی ہیں جیسے اس یا
 سماع یا قتل پنج آیت یا فہلس مولد کہ عوام ان امور کے منع یا ترک کو درویشی
 کے خلاف سمجھتے ہیں ان کے مفاسد کی تحقیق اور بحت مفصل حقیر نے اصلاح الرسوم
 و حق السماع و تعلیم الدین کے حصہ پنجم و حفظ الایمان میں لکھ دی ہے اور بعض امور
 ایسے ہیں کہ اگر انکو داخل بزرگی و موجب زیادت قرب سمجھے تو بدعت قبیحہ ہے اور
 اگر اعتقاد میں کوئی فساد نہ ہو تب بھی محض دینا ہے جیسے عملیات یا ترک حیوانات اور
 بعض امور فی نفسہ نیک ہیں اگر اس میں فساد عقیدہ نہ ہو مثلاً شجرہ پڑھنا کہ حقیقت سکی
 مقبولان الہی کیساتھ توسل ہے دعا میں جو سنت سے ثابت ہو لیکن اگر اس میں سمجھا
 جاوے کہ ان حضرات کے نام پڑھنے سے وہ ہمارے حال پر متوجہ رہینگے تو محض بے
 سند غلط عقیدہ ہے جو حسب آیت ولا تقف مالئس لك بہ علم ممنوع ہے اور مثلاً
 مطالعہ کتب تصوف کا اگر کوئی عالم جامع معقول و معقول اور عارفین کا صحبت یافتہ
 ہو اُس کیلئے مضائقہ نہیں ورنہ برہم زن دین ایمان ہے اسلئے اس قسم کی کتابیں
 ہرگز نہ دیکھی جاویں جیسے ثنوی مولوی رومی دیوان حافظ یاد دوسرے بزرگوں کے

مفوضات و مکتوبات جنہیں تحقیقات اسرار یا انکے مواجید و احوال ہیں بلکہ ان حضرات کی حکایات بھی نہ دیکھیں یہ سب عام افہام سے خارج ہیں۔

ہدایت شاہم چونکہ بعض آدمی خواہ مرد ہوں یا عورت مرید ہو کر بھی اپنی حالت اور عادت کی کچھ اصلاح نہیں کرتے اسلئے اسکے متعلق بھی کچھ ضروری امور لکھنا ہوں تا قی مفصل حکام کتب دینیہ میں مذکور ہیں۔

عام مرد و نیکو نصیحت۔ علماء سے بکثرت ملتے رہو۔ اُسے مسائے پوچھتے رہو اگر پیڑھے ہوئے ہو تو ہشتی زور اور ہشتی گوہر یا بجائے اُسکے صفائی معاملات و مفتاح الجنۃ کو دیکھتے رہو اور اُس پر عمل رکھو۔ لباس خلاف شرع مت پہنو جیسے ٹخنوں سے نیچے یا بجامہ یا کوٹ تپلون یا ریشمی یا زردوزی کا کپڑا یا چار انگل سے چوڑی لیس دار ٹوپی یا تانے ہی کام کا ساچا کا مدار جو تان۔ دارھی مت کٹاؤ نہ اُسکو منڈواؤ۔ النبتہ ایک مٹھی سے جتنی زائد ہو اُسکا اختیار چھٹی رسمیں سنت کے خلاف رائج ہو رہی ہیں سب کو چھوڑ دو خواہ وہ دنیا کے رنگ میں ہوں خواہ دین کے رنگ میں جیسے ولد فاتحہ غزس شادی میں ساچق اور برات اور ہمان داری یا نام کیلئے کھانا پکوانا کھلانا یا شہرت و ناموری کیلئے دینا دلانا۔ عقیقہ و ختنہ و بسم اللہ کے مکتب میں جمع ہونا یہ سب ترک کر دو نہ اپنے گھر کرو نہ دوسرے کے یہاں شریک ہو یا غمی میں تجماد سواں چالیسواں وغیرہ شب برات کا علوا یا محرم کو تیوہار منانا نہ خود کرو نہ دوسرے کے یہاں جا کر ان کاموں میں شریک ہو میلوں ٹھیلوں میں مت جاؤ نہ اپنے بچوں کو جانید و اور مٹکو ایسی بیہودہ باتوں کے لئے پیسے بھی مت دو جیسے سکو اتش بازی تصویر دکھلونی وغیرہ زبان کو غیبت اور گالی گلوت سے بچا و جماعت کیساتھ پانچوں وقت کی نماز پڑھو

کسی عورت یا لڑکے کی طرف بُری نگاہ سے مت دیکھو گانا بجانا است سنو پیر سے ہر کام
 کیلئے تعویذ گنڈے مت مانگا کرو بلکہ اُس سے دین سیکھو۔ التبتہ دعا کرانے کا مفضلہ
 نہیں ایسا مت سمجھو کہ اگر نذرانہ موجود نہ ہو تو پیر کے پاس کیا جاویں یہ مت سمجھو کہ
 پیر کو سب خبر رہتی ہے اسے کچھ کہنے کی کیا ضرورت ہے تصوف کی کتابیں مت
 دیکھو تقدیر کے مسئلہ میں کبھی گفتگو مت کرو پیر نے جو بتلادیا وہ

کئے جاؤ رشوت اور سود مت لو رہن لی آمدنی بھی سود ہے اُس سے بچو اور جتنے
 لین دین خلاف شرع ہیں سب سے بچو خواب پر بدون مسئلہ پوچھے عمل مت کرو اگر پیر
 پاس باؤ اور وہ اپنے کسی کام میں مشغول ہو تو اُسکے کام میں حرج مت ڈالو یہ
 جگہ بیٹھو کہ اس کا دل تم کو دیکھ دیکھ بٹ جاوے کہیں کنائے پر بیٹھ جاؤ سب وہ
 فرصت پادیں سامنے آجاؤ۔ تعلیم الطالب منکاؤ اور دیکھو تعلیم الدین کے چار حصے
 پہلے بھی دیکھ لو حراز الاعمال بھی دیکھ لو۔

عام عورتوں کو نصیحت۔ شرک کی باتوں کے پاس مت جاؤ۔ اولاد کے ہمنے
 زندہ رہنے کے لئے بونے ٹوٹکے مت کرو۔ فال مت کھلو اور فاتحہ نیاز ولیوں کی
 مت سمجھو۔ بزرگوں کی منت مت مانو۔ شبِ براء۔ محرم۔ عرفہ۔ تبارک کی روٹی
 تیرہ تیزی کی گھونگھنیاں کچھ مت کرو جس سے شرع میں پردہ ہے چاہے وہ پیر
 اور چلے اور کیسا ہی نزدیک کا ناتہ دار ہو جیسے دیور بیٹھ خال یا پھوپھی یا چچا یا
 ماموں کا بیٹا یا بہنوئی یا نندوئی یا منہ بولا بھائی اب ان سب سے خوب پردہ
 کرو۔ خلاف شرع لباس مت پہنو۔ جیسے کلیوں دار یا جامہ یا ایسا کرتے جس میں پیٹ
 پیٹھ یا کلائی یا بازو کھلے ہوں یا ایسا بازیک کپڑا جس میں بدن یا سر کے بال کھلکے

ہوں یہ سب چھوڑ دو لائمی آستینوں کا اور نیچا اور دبیز کپڑے کا کرتہ بناؤ اور ایسے ہی کپڑے کا دوپٹہ ہو اور دھیان کر کے سر پر سے مت ہٹنے دو ہاں اگر گھر میں خالی عورتیں ہوں یا اپنے ماں باپ حقیقی بھائی وغیرہ کے سوا گھر میں کوئی اور نہ ہو تو اُس وقت سر کھولنے میں ڈر نہیں کسی کو جھانک تا کہ رمت دیکھو کہیں سیاہ شادی موٹن چدہ چھٹی تختہ عقیقہ سنگنی چوتھی وغیرہ میں مت جاؤ نہ اپنے یہاں کسی کو بلاؤ کوئی کام نام کے واسطے مت کرو کو سننے اور طعنہ دینے اور غیبت زبان کو بچاؤ یا سچوں وقت نماز قتل وقت پر پڑھو اور جی لگا کر تھام تھام کر پڑھو رکوع سجدہ اچھی طرح کرو آیام سے جب پاک ہو خوب خیال رکھو کہ کسی وقت کی نماز آیام بند ہونیکے بعد رہ نہ جاوے اگر تمہارے پاس زیور گوٹہ لچکے وغیرہ ہو تو حساب کر کے زکوٰۃ نکالو ہمیشتی زیور ایک کتاب ہے اسکو یا تو پڑھ لو یا سن لیا کرو اور اسپر چلا کر دو خاوند کی تابعداری کرو اسکا مال اُس سے چھپا کر خرچ مت کرو گانا کبھی مت سناؤ اگر قرآن پڑھی ہوئی ہو تو روزانہ قرآن پڑھا کر کتاب پڑھنے یا دیکھنے کیلئے مول لینا ہو تو پہلے کسی عالم کو دکھلاؤ اگر وہ صحیح معتبر متبادی تو خریدو ورنہ مت لو جہاں رسم و رسوم کی مٹھائی وغیرہ تقسیم ہو وہاں مت جاؤ اور نہ بلشنے میں

شریک ہو۔

خاص ذکر شغل لوگوں کو وصیت اور پرکی نصیحتیں دیکھ لو ہر امر میں سنت پر عمل کرنے کا اہتمام کرو اس سے قلب میں بڑا نور پیدا ہوتا ہے اگر کسی سے کوئی بات خلافت مزاج پیش آوے صبر تحمل کیا کرو جلدی سے کچھ کہنے سننے مت لگو خاص کر غصہ کی حالت میں بہت سنبھلا کر دیکھی اپنے کو صاحب کمال مت سمجھو۔ جو بات زبان سے کہنا چاہو پہلے خوب سوچ لیا کرو جب خوب اطمینان ہو جاوے کہ اس میں کوئی خرابی نہیں اور یہ بھی متفق

ہو جاوے کہ اس میں کوئی دنیوی ضرورت یا دینی منفعت ہے اس وقت زبان سے نکالو۔
 کسی بڑے آدمی کی بھی بُرائی نہ کرو۔ نہ سُنو کسی صاحبِ حال پر طعن مت کرو کسی مسلمان کو
 گو وہ خطا کار یا کم رتبہ ہو حقیر مت سمجھو مال و جاہ کی طمع و حرص مت کرو تعویذ گنڈوں کا
 شغل مت رکھو اس سے عوام کا ہجوم ہوتا ہے۔ جہاں تک ممکن ہو ذاکرین کی جماعت میں
 شامل اور داخل رہو اس سے نور اور عزم اور شوق سب میں قوت ہوتی ہے۔ دنیوی
 تعلقات مت بڑھاؤ بے ضرورت بہت سا مسلمان مت جمع کرو۔ حتی الامکان خلوت
 میں ہو بدون ضرورت مصلحت لوگوں سے زیادہ مت ملو اور حیب ملنا ہو خوش خلقی
 سے پیش آؤ اور بعد رفع ضرورت جلدی اُن سے جدا ہو جاؤ بالخصوص شناسا دنیسا
 داروں سے بہت بچو یا تو اہل اللہ کی صحبت ڈھونڈو یا عوام میں ناشناسا لوگوں سے
 طوان سے ضرر کم پہنچتا ہے اگر قلب پر کچھ احوال یا علوم وارد ہوں شیخ سے اطلاع کرو۔
 شیخ سے کسی خاص شغل کی درخواست مت کرو و خمرات ذکر کے بجز شیخ کے کسی پر ظاہر
 مت کرو اگر تصوف کی کتابیں دیکھنے کا شوق ہو تو پہلے تعلیم الدین کا حصہ ختم اور کلید ثنوی
 مطالعہ کرو جبکہ تم معقول و منقول کے جامع عالم ہو۔ سخن پروری کبھی مت کرو بلکہ جب تم کو
 اپنی غلطی ثابت ہو جاوے فوراً اقرار کرو۔ ہر حالت میں اللہ تعالیٰ پر اعتماد رکھو۔ اسی
 سے التجار رکھو۔ اور استقامت کی درخواست کرو والسلام خیر تمام۔ تَمَّتْ
 الرسالة بحمدہ تعالیٰ وکان بدؤہا و ختمہا فی الیومین الاولین من عشرۃ
 رمضان الانور سنۃ ۱۳۱۱ھ من الحجۃ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم ۵